احمدیت
کی
امتیازی شان
مولانا دوست محمد شاہد
مؤرخ احمدیت

احمدیت
کی
امتیازی شان

تقریر

مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

(برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء)

الناشر

احمد اکیڈیمی ــــ ربوہ

باجازت نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف - ربوہ

نام کتاب :- احمدیت کی امتیازی شان
مصنّف :- مولانا دوست محمدؐ شاہد
ناشر :- جمال الدّین انجم
مطبع :- محمد محسن لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور
قیمت :- تین روپے پچاس پیسے

تاریخ اشاعت :-

بار اوّل ——— ۳۱ رمئی ۱۹۸۰ء
بار دوم ——— ۱۵ رجون ۱۹۸۰ء
بار سوئم ——— ۲۸ رجون ۱۹۸۰ء
بار چہارم ——— ۱۵ رجولائی ۱۹۸۰ء
بار پنجم ——— ۱۰ ردسمبر ۱۹۸۰ء

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیّت کی امتیازی شان

چار بنیادی عقائد

حضرات! اگر بیسویں صدی کا کوئی خدا ترس مسلمان محقّق اپنے ہاتھ میں قرآنی مشعل لے کر اُٹھے اور پھر تحریکِ احمدیّت کے عقائد و نظریات اور دوسری تمام مسلم دُنیا کے خیالات وافکار کا تقابلی مطالعہ کرے تو اس کے سامنے احمدیت کی منفرد اور مثالی شان کے بے شمار پہلو آئیں گے۔

اس حقیقت کے ثبوت میں بہت سی آیاتِ کریمہ پیش کی جاسکتی ہیں مگر میری اِس تقریر کی بنیاد سورۃ بقرہ کے آخری رکوع کی ایک معرکۃ الآراء آیت ہے جس کو قدیم وجدید مفسّرین نے بالاتفاق اسلامی عقائد کا نفیس اور بہترین خلاصہ قرار دیا ہے ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے :-

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

(بقرہ : ۲۸۶)

جو کچھ بھی اس رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اُس پر وہ (خود بھی) ایمان رکھتا ہے اور (دوسرے) مومن بھی (ایمان رکھتے ہیں) سب (کے سب) اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے رسولوں میں سے ایک (دوسرے) کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سُن لیا اور ہم اس کے

(دل سے) فرمانبردار ہو چکے ہیں۔(یہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹنا ہے۔"

ایمان باللہ

اِس آیت میں جن چار عقائد کو اسلام و ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا ہے ان میں اوّل نمبر پر ایمان باللہ (اللہ پر ایمان) ہے جو اسلام کا نقطۂ مرکزی ہے اور اسی کے گرد سارے مسائل چکّر لگاتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:-

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(یوسف : ۱۱۹)

تُو کہہ یہ میرا طریق ہے کہ مَیں تو اللہ کی طرف بُلاتا ہوں اور جنہوں نے سچّے طور پر میری پیروی اختیار کی ہے۔ مَیں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں اور اللہ (سب قسم کے نقائص سے) پاک ہے اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

احمدیت اور علیٰ وجہ البصیرت دعوت الی اللہ

معزز حضرات! علیٰ وجہ البصیرت دعوت الی اللہ، الہام اور وحی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی :۔

اِذَا تَرَکَتِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَةِ الْوَحْیِ ۔

(جامع الصغیر للسیوطی ؒ جلد ا صفحہ ۳۰)

یعنی میری اُمّت جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائیگی۔

پھر فرمایا :۔

"مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ"

(ترمذی ابواب الایمان)

اس حدیث نبوی میں یہ بتایا گیا ہے کہ تہتّر فرقوں میں سے نجات یافتہ (یعنی خدا کے نزدیک مسلمان فرقہ) وہ ہو گا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر علیٰ وجہ البصیرت، اللہ کی طرف بُلایا جائے گا۔

شیرِ خدا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضؓ سے منقول ہے کہ :۔

لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ بِھَا کُنُوْزٌ لَیْسَتْ مِنْ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ وَّلٰکِنَّ بِھَا رِجَالٌ مُؤْمِنُوْنَ عَرَفُوا اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَھُمْ اَنْصَارُ الْمَھْدِی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔"

"(کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب صـ ۴۹۱، ۴۹۲ از الامام محمّد بن یوسف شافعیؒ المطبعۃ الحیدریہ نجف ۱۳۹۰ھ)

"اللہ عزّ وجلّ کے ہاں سونے چاندی کے علاوہ اَور بھی خزانے ہیں اور وہ مردِ مومن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عرفان حاصل ہوگا اور وہ مہدی آخرالزمان علیہ السّلام کے انصار ہوں گے۔"

چنانچہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہؑ فرماتے ہیں :۔

"ہم اِس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اِس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اُس خدا کی آواز سُنی اور اُس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے

جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بُلاتے ہیں۔" (کتاب البریّہ صفحہ ۶۵)

پھر فرمایا :۔

"مجھے بھیجا گیا ہے تا مَیں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے ..... آؤ! مَیں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے؟ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طُور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱-۶۲)

۵ کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

زندہ خدا کے اسلامی تصوّر کے خلاف نظریے

زندہ خدا کے اِس شاندار اسلامی تصوّر کے مقابل یہ نظریّہ اختراع

کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک خدا تعالیٰ سے براہِ راست کوئی علم حاصل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ سچی خواب تک نہیں آسکتی ۔ ("احمدیہ تحریک" صفحہ ۳۸۴ از ملک محمد جعفر خان)

"اور جن بزرگانِ سلف نے الہام و کشف کا دعویٰ کیا وہ عملاً منکرِ ختمِ نبوت تھے ۔"

("ختمِ نبوت اور تحریکِ احمدیت" از پرویز)

بلکہ ایک جماعت کے بانی نے اپنی جماعت کا تعارف ہی ان الفاظ میں کرایا کہ :-

"دعووں اور خوابوں اور کشوف و کرامات اور شخصی تقدس کے تذکروں سے ہماری تحریک بالکل پاک ہے ۔" (شہادتِ حق صفحہ ۳۶ از مولانا مودودی)

سنہ ۱۸۹۶ء میں لاہور کا مشہور جلسۂ اعظم مذاہب منعقد ہوا تو اس میں بانیٔ جماعتِ احمدیہ نے زندہ مذہب اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا جبکہ اہلحدیث عالم جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ :-

"اُمتِ محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے ۔ بے شک وہ وارثِ انبیاء، ولی تھے، وہ کرامت رکھتے اور برکات

رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیرِ زمین ہو گئے۔
آج اسلام اُن کرامت والوں سے خالی ہے اور ہم
کو گزشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے ہم نہیں
دکھا سکتے۔" (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب ص۱۴۶ طبع دوم)

؎ جس دیں کا صرف قصّوں پہ سارا مدار ہے
وہ دیں نہیں ہے ایک فسانہ گزار ہے
ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھادے کہ ہے کہاں

ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضؓ (جمالی ہانسوی) تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"ایک صوفی سجادہ نشین نے مجھے خط لکھا کہ مجھے کشف میں بڑا تجربہ ہے۔ اگر مرزا صاحب کو یہ طاقت ہے کہ وہ اہلِ قبور سے باتیں کرا سکیں تو وہ جس قبر کو میں کہوں اس سے باتیں کر کے اس کا حال دریافت کریں اور بتا دیں ورنہ میں بتلا دوں گا۔ میں نے حضرت

اقدس علیہ السلام سے عرض کیا اور وہ خط دکھایا آپ
اس خط کو ہاتھ میں لے کر بہت ہنسے اور فرمایا۔ جو حیّ و
قیّوم خدا سے روز باتیں کرتا ہے اُس کو مُردوں سے
باتیں کرنے کی کیا غرض ہے یا یہ فرمایا کہ کیا مطلب ہے۔
مُردوں سے مُردے باتیں کریں اور زندوں سے زندے۔
ہم زندہ ہیں، ہمارا مذہب اسلام زندہ ہے۔ ہمارا خدا
حیّ و قیوم، زندہ خدا ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصّہ دوم صفحہ ۳۸-۳۹)

قبولیّتِ دُعا پر زندہ ایمان

زندہ خدا کے اِس انقلابی تصوّر کے نتیجہ میں قبولیّتِ دُعا پر
ایک زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ یہ زندہ ایمان اِس زمانہ میں
اپنے ہزاروں ناقابلِ تردید روحانی مشاہدات و تجربات کو
پیش کر کے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ ہی نے پیدا کیا۔ آپ کو
الہاماً بتایا گیا کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی سے ہوگا۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۸)

حضورؑ کی اکثر تصانیف مسئلۂ دعا کی حقانیت سے لبریز ہیں

بالخصوص "برکات الدُّعا" اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے جس میں علیگڑھ تحریک کے بانی جناب سر سیّد مرحوم کے اس خیال کا ردّ کیا گیا ہے کہ دعا عبادت ضرور ہے مگر عملی طور پر اس کا ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ نہ صرف اولیاءِ اُمّت کے عجائب و کرامات کا اصل منبع اور سرچشمہ دعا ہی ہے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلابِ عظیم بھی دعاؤں ہی کے نتیجہ میں رونما ہوا تھا چنانچہ فرماتے ہیں :۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ

صَلِّ وسلّم و بارك عليه و آله بِعَدَدِ همّه
وغمّه وحزنه لِهٰذهِ الأُمَّةِ وأنزِلْ
عَلَيهِ أنوار رحمتِكَ إلى الأبَدِ۔"

(برکات الدعا صنا-۱۱)

اس سلسلہ میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے پوری غیر مسلم دنیا کو یہ چیلنج بھی دیا :۔

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچّا ہے کہ اگر تمام کفّار رُوئے زمین، دعا کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف مَیں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا.... اس لئے کہ مَیں اس کے رسولؐ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں۔"

(چشمۂ معرفت صٓ۳۲۴-صٓ۳۲۵)

قبولیّتِ دعا سے متعلق آپ کی تحریرات اتنی زوردار اور اثرانگیز ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کے نامور ادیب مصوّرِ غم علّامہ راشد الخیری نے اپنے ایک رسالہ کے دیباچہ میں ان کا خاص طور پہ تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ :۔

"میری نگاہ سے اُس گروہ کی تصانیف جو دعا کا منکر ہے اور اُس جماعت کی کتابیں جو دعا پر یقین رکھتی ہے دونوں گزری ہیں۔ اِس سلسلہ میں سرسیّد علیہ الرحمۃ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دلائل خصوصیت سے قابلِ توجہ ہیں۔ متقدمین نے بھی اِس مسئلہ پر کافی بحث کی ہے۔ خدا کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے ان پاک روحوں پر جو اس میدان کے تمام خس و خاشاک کو ایسا صاف و پاک کر گئیں کہ صداقت کی روشنی چاروں طرف جگمگا رہی ہے۔" ("دعائیں" طبع پنجم ص۶)

ایک بار شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال بالقابہ نے ایک نجی مجلس میں فرمایا:۔

"دعا کے بارے میں سر سیّد احمد خان اور مرزا صاحب نے انتہا کر دی۔ سیّد احمد خان پر تو علّت و معلول کا خیال اس درجہ غالب تھا کہ اُس وقت کے علومِ طبعی کے زیرِ اثر انہوں نے نیچر کا جو تصوّر قائم کیا اس کی رُو سے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ حوادث کی ترتیب میں کوئی ردّ و بدل ہو سکے۔ ... یوں سر سیّد کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا

کہ دعا سے بجز تسکینِ قلب اُور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

دوسری طرف مرزا صاحب تھے جن کا کہنا تھا کہ دعا سے سب کچھ ممکن ہے"

جناب سیّد نذیر نیازی صاحب جو اِس گفتگو کے عینی شاہد ہیں لکھتے ہیں :۔

" سر سیّد نے دعا سے انکار کیا اور مرزا صاحب نے بات بات پر دُعا کی" ("اقبال کے حضور" جزِ اوّل۔ ص۳۵۹۔ ص۳۶۰۔ ص۳۹۰ مطبوعہ اقبال اکیڈمی کراچی، جولائی ۱۹۷۱ء)

احمدیّت اور علمی و عملی توحید

حضرات!! علیٰ وجہ البصیرت دعوت کے لئے ذاتِ باری کو ہر نقص سے پاک اور ہر خوبی کا جامع ماننا اور شرک کی باریک راہوں سے بھی بچنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

سو الحمد للہ! ثم الحمد للہ!! احمدیّت خدا کی کسی صفت کو معطّل قرار نہیں دیتی۔ اس کا عقیدہ ہے کہ خدا آسمان و زمین غرضیکہ ہر جگہ موجود ہے۔ چھٹے یا ساتویں آسمان میں محدود نہیں۔ اس

نزدیک عرش کوئی مادی چیز اور مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے تنزّہ اور تقدّس کے وراء الورا مقام کا نام ہے۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۹۰)

اسے یہ باطل نظریہ ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۴۔ کامل مبوّب ناشر محمد سعید اینڈ سنز۔ قرآن محل روڈ۔ کراچی)

بلاشبہ اللہ قادر ہے مگر اپنے تقدّس اور برحق وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ احدیت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حیّ و قیّوم، غیب دان، مُردے زندہ کرنے والا اور پرندوں اور دوسری مخلوق کا خالق یقین کرتی ہے اور کسی کو ان صفات اللہ سے متّصف سمجھنا توحیدِ خالص کے سراسر منافی سمجھتی ہے۔ اسی طرح "جُدا گانہ قومیت کا خالق"، "پروردگارِ حُسن" اور "ربِّ معانی" وغیرہ القاب وخطابات کا بندوں کے سلئے استعمال بھی اس کی نگاہ میں خلافِ توحید ہے۔

(چٹان یکم نومبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۸۷)

ایک عقیدہ "سجدہ تعظیمی" کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کو احتراماً سجدہ کیا جائے۔ اِس تخیّل کی بُنیاد "اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ" کے حکم پر رکھی گئی ہے (تاریخ الانبیاء صفحہ ۱۲ از مولانا قاری احمد۔ ناشر محمد سعید قرآن محل کراچی) حالانکہ عربی میں سجدہ کے معنی اطاعت کے بھی ہیں۔ اور اگر

ظاہری سجدہ ہی مراد لیا جائے تو اس کے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ تخلیق آدم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر جاؤ۔ (تفسیر کبیر جلد ا صفحہ ۳۲۴)

حضرت علامہ ابن کثیر نے سورۃ یوسف کی آیت "خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا" کی تشریح میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوبؑ اور اُن کے گیارہ بیٹے یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر (اردو) پارہ ۱۳ ناشر:۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ کراچی)

کشمیر کے ایک صاحب جو سجدہ تعظیمی کے قائل تھے شروع ۱۹۰۵ء میں قادیان آئے اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے اظہارِ محبت کے لئے اس کو ظاہری شکل میں پورا کرنا چاہا مگر حضورؑ نے نہایت جلال بھرے انداز میں اُن کو اس حرکت سے منع کیا اور فرمایا:۔

"یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

(البدر ۱۰ار فروری ۱۹۰۵ء بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۷ صفحہ ۲۹۷)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا حلفیہ بیان ہے کہ:۔

"مَیں اللہ جلّشانہ، کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسولؐ پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے

پلّہ میں، تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا۔"
(کرامات الصادقین صہ ۶۷)

یومِ آخرت پر ایمان

قرآن مجید کی رُو سے ایمان باللہ کا لازمی تقاضا یومِ آخرت پر ایمان ہے۔ سو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم ایمان لاتے ہیں کہ ..... حشرِ اجساد حق، اور روزِ حساب حق، اور جنّت حق، اور جہنّم حق ہے۔"
(ایّام الصلح صہ ۸۲)

اِس سلسلہ میں جماعت احمدیہ بعض مخصوص نظریات رکھتی ہے مثلاً حضرت مصلح موعود رضؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر وہ شخص جو صداقت کے سمجھنے سے گریز کرتا ہے اور یہ کوشش کرتا ہے کہ صداقت اُس کے کان میں نہ پڑے تاکہ اُسے ماننی نہ پڑے یا جس پر حجّت تمام ہو جائے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے لیکن ایسے شخص کو بھی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو معاف کر سکتا ہے۔

اس کی رحمت کی تقسیم ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ ایک غلام اپنے آقا کو سخاوت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ خدا تعالیٰ ہمارا آقا ہے اور ہمارا بادشاہ ہے اور ہمارا خالق ہے اور ہمارا مالک ہے۔ اگر اس کی حکمت اور اس کا علم اور اس کی رحمت کسی ایسے شخص کو بھی بخشنا چاہے جس کی عام حالات کے مطابق بخشش ناممکن نظر آتی ہو تو ہم کون ہیں جو اس کے ہاتھ کو روکیں اور ہم کون ہیں جو اس کو بخشش سے باز رکھیں۔

نجات کے متعلق تو احمدیت کا عقیدہ اتنا وسیع ہے کہ اس کی وجہ سے بعض مولویوں نے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ یعنی ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی انسان بھی دائمی عذاب میں مبتلا نہیں ہوگا نہ ہی مومن نہ کافر۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اُمُّهٗ هَاوِيَةٌ کافر اور دوزخ کی آپس کی نسبت ایسی ہی

ہوگی جیسے عورت اور اس کے بچّہ کی ہوتی ہے اور پھر
فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (ذاریات) تمام جنّ وانس کو مَیں نے اپنا
عبد بنانے کے پیدا کیا ہے ۔ ان اور ایسی ہی بہت سی
آیات کے ہوتے ہوئے ہم کیونکر مان سکتے ہیں کہ خدا تعالےٰ
کی رحمت آخر دوزخیوں کو نہیں ڈھانپ لے گی اور دوزخی
جہنّم کے رحم سے کبھی بھی خارج نہیں ہوگا اور وہ بندے
جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا
تھا وہ دائمی طور پر شیطان کے عبد رہیں گے اور
خدا تعالیٰ کے عبد نہیں بنیں گے اور خدا تعالیٰ کی محبّت
بھری آواز کبھی بھی اُن کو مخاطب کرکے یہ نہیں کہے گی
کہ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اَوْ
میرے بندوں میں داخل ہو کر میری جنّت میں داخل
ہوجاؤ" ("احمدیّت کا پیغام" صا۱۱-۱۲)

ایمان بالملائکہ

عقائدِ اسلامی کا دوسرا رُکن، ایمان بالملائکہ، یعنی فرشتوں پر

ایمان ہے۔ افسوس یہ اہم رُکن بھی افراط و تفریط کا شکار ہو چکا ہے بلکہ مسخ کر دیا گیا ہے۔ ایک طرف تو مدّت سے یہ خیال پھیلایا جا رہا ہے کہ ملائکہ فرضی اور وہمی وجود ہیں جن کا وجود (سرسیّد مرحوم کے الفاظ ہیں) "برہانِ عقلی یا قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویؐ سے ثابت نہیں۔" (مقالاتِ سرسیّد حصّہ سوم صـ۱۵۲ مرتبہ مولانا شیخ محمدؐ اسماعیل صاحب پانی پتی۔ ناشر۔ ترقی ادب، کلب روڈ لاہور)۔

دوسری طرف اِس عقیدہ نے دماغوں کو متاثر کر لیا ہے کہ فرشتے گناہ بھی کر لیتے ہیں۔ ابلیس، جس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور راندۂ درگاہِ الٰہی ہوُا، فرشتوں کا سردار تھا۔ (تفسیر مراح لبید جزء اوّل صـ۴۶۳ از الشیخ محمد نووی سیّد العلماء حجاز۔ ناشر۔ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ)

قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ ابلیس نے ساتوں آسمان پر ایک ایک ہزار سال تک عبادت کی۔ پھر چھ لاکھ برس کھڑا ہو کر گریہ زاری کرتا رہا۔ بعد ازاں بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا اور جبرائیلؑ و میکائیل، اسرافیل و عزرائیل اور سب فرشتے اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سُنا کرتے تھے۔ ابلیس کا یہ سلسلۂ تدریس و تعلیم بہشت میں ہزار برس تک

جاری رہا اور لکھا ہے کہ ایک دن اُس جہان کا اِس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ (قصص الانبیاء ص۱۳-۱۴۔ ناشر:۔ ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور)

تفسیر "احسن التفاسیر" میں ہاروت و ماروت نامی دو فرشتوں کا یہ قصہ لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں سے بڑے عابد دو فرشتے جن کا نام ہاروت ماروت تھا، چھانٹے اور انسان کی سب خواہشیں اُن میں پیدا کر کے کُوفہ کی سرزمین پر جو ایک جگہ بابل ہے وہاں ان کو بھیجا اور وہاں وہ ایک عورت زہرہ نامی پارسن کی الفت میں مبتلا ہو کر اس کے کہنے سے شراب پی گئے اور شراب ..... میں زنا کے علاوہ شرک اور قتلِ نفس کا گناہ بھی اُن سے سرزد ہوا اور ان گناہوں کی سزائیں قیامت تک اُن پر طرح طرح کا عذاب نازل ہوتا رہے گا۔" (جلد ا ص۱۰۸ تا ۱۰۹ مولفہ مولانا احمد حسن صاحب محدّث دہلوی۔ ناشر:۔ المکتبۃ السلفیہ)

مگر احمدیت کا مسلک فرشتوں کی نسبت عین اسلامی تعلیم کے مطابق اور معتدل و متوازن ہے۔ اس کے نزدیک یہ سب کہانیاں وضعی یا اسرائیلیات کی قبیل سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے:۔

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ (تحریم ع ۱)

فرشتے خدائی احکام کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور جن کاموں کا ان کو حکم دیا جاتا ہے انہیں وہ بجا لاتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور حضرت مصلح موعودؓ کے رُوحانی مشاہدات!

حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ نے فرشتوں کی ضرورت، ان کے وجود کے دلائل، ان کے اقسام اور ان کے فرائض اور اثرات پر اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں ایسی معقول، مدلّل اور بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے کہ عہدِ نبویؐ کے بعد گزشتہ تیرہ صدیوں میں اِس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ ایک مقام پر اپنے تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"مجھے قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو مفتری، کذّاب کو بغیر ذلیل اور معذّب کرنے کے نہیں چھوڑتا کہ مَیں اِس بیان میں صادق ہوں کہ

بار ہا عالم کشف میں میں نے ملائک کو دیکھا اور ان سے
بعض علوم اخذ کئے ہیں اور ان سے گزشتہ یا آنے
والی خبریں معلوم کی ہیں جو مطابق واقعہ تھیں۔ پھر میں
کیونکر کہوں کہ فرشتے کسی کو نظر نہیں آسکتے۔ بلاشبہ
نظر آسکتے ہیں مگر اور آنکھوں سے۔ اور جیسے یہ لوگ
ان باتوں پر ہنستے ہیں عارف ان کی حالتوں پہ روتے
ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۸۱-۱۸۲ حاشیہ)

اسی طرح حضرت سیّدنا المصلح الموعودؓ نے فرمایا:۔

"ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے فرشتوں پر پُورا
ایمان رکھتے ہیں بلکہ احمدیت سے جو برکات ہمیں حاصل
ہوئی ہیں ان کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ہم فرشتوں پر
ایمان لاتے ہیں بلکہ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ فرشتوں
کے ساتھ قرآن کریم کی مدد سے تعلق بھی پیدا کیا جا سکتا
ہے اور ان سے علوم روحانیہ بھی سیکھے جا سکتے ہیں۔"

پھر فرمایا:۔

"خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے۔
مجھے ایک دفعہ ایک فرشتہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر

پڑھائی اور اُس وقت سے لے کر اس وقت تک سورۂ فاتحہ کے اِس قدر مطالب مجھ پر کھُلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب و ملّت کا آدمی روحانی علوم میں سے کسی مضمون کے متعلق بھی جو کچھ اپنی ساری کتاب میں سے نکال سکتا ہے اُس سے بڑھ کر مضامین خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں صرف سورۂ فاتحہ سے نکال سکتا ہوں"۔ (احمدیّت کا پیغام صفحہ ۹)

ایمان بالکُتب

ایمانیات کا تیسرا رُکن کُتب سماویہ ہیں جن میں قرآن مجید کو اصل حیثیت حاصل ہے کیونکہ دوسری کتابوں پر ایمان صرف اصولی طور پر ہے ورنہ وہ نہ موجود ہیں اور نہ اُن پر موجودہ شکل میں عمل کرنے کا حکم ہے۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی آسمانی کتاب نہیں مگر قرآن۔ بجُز قرآن کے آسمان کے نیچے اَور کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن ہمیں ہدایت دے سکے۔ خدا تک پہنچنے کے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو قرآن نے کھولا ہے اور جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اسلام اس بات کا نام ہے کہ قرآن شریف کی
اتّباع سے خدا کو راضی کیا جائے۔"
(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۴۱۵)

اسی لئے آپؑ فرماتے ہیں ؎

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

تحریکِ احمدیت نے قرآن مجید کے حسین اور دلکش چہرہ کو جس طرح دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور قلوبِ عالم میں اس کی عظمت کا سکّہ جما دیا ہے مَیں اس وقت نمونۃً اس کے صرف پانچ پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا۔

اوّل :- احمدیّت کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ الحمد سے لیکر وَالنّاس تک سارا قرآن واجب العمل ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ احمدیت کا ارشاد ہے کہ :-

"جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۳)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

"کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔"

(اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۳ ص۵۹۷)

پھر فرمایا:۔

"قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلامِ الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہی کلام ہے ..... اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے اندر رکھتی ہے۔ وہ وحی متلوّ ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں۔ وہ باعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۲۹)

نیز فرمایا:۔

"قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا ایک نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔"

(لیکچر لدھیانہ ص۳۱)

افسوس اسلامی لٹریچر میں صدیوں سے زور شور کے ساتھ

یہ عقیدہ پیش کیا جا رہا ہے کہ قرآن میں بہت سی آیات منسوخ ہو چکی ہیں۔ لبنان (اللہ تعالیٰ اس کے مظلوم مسلمانوں کی حفاظت فرمائے) کے ایک ڈاکٹر صُبحی صالح نے اپنی کتاب "علوم القرآن" میں اس پر مفصّل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ قائلینِ نسخ نے یہاں تک مبالغہ سے کام لیا ہے کہ عام آیات کو بھی منسوخات کے زمرہ میں شامل کر لیا ہے۔ ڈاکٹر صُبحی قائلینِ نسخ کی بعض "منسُوخ" آیات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں :۔

"اس میں شبہ نہیں کہ ایسی آیات کے نسخ کا تصوّر بھی بارگاہِ ربّانی میں گستاخی اور سُوءِ ادبی کا موجب ہے۔" (علوم القرآن (اردو) ص۳۸۱۔ ناشر:۔ ملک برادرز کارخانہ بازار فیصل آباد ۱۹۶۶ء)

احباب کرام! آپ حیران ہوں گے کہ ڈاکٹر صُبحی جنہوں نے اس عقیدہ پر زبردست تنقید کی ہے نہ صرف خود بھی ناسخ و منسُوخ کے پُرجوش مبلّغ ہیں بلکہ اِس کتاب میں اُنھوں نے شکوہ فرمایا ہے کہ اگرچہ مفسّرین نے بہت سی آیات بلا دلیل منسوخ قرار دے دیں مگر بعض اہلِ اسلام محققین نے جلد بازی سے کام لے کر نسخ کا بالکل ہی کیوں انکار کر دیا ہے ؟

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ" میں آیاتِ قرآنی کے نسخ کا ذکر تک نہیں بلکہ موسوی شریعت کے منسوخ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس کے خلاف یہودی تیرہ سو سال سے مجسّم احتجاج بنے ہوئے ہیں مگر ڈاکٹر صُبحی صاحب کو نسخِ قرآن اِس درجہ محبوب ہے کہ انہوں نے محض شکوہ کرنے تک ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ نسخ فی القرآن کا انکار کرنے والوں کو مثیلِ یہود تک کہہ ڈالا ہے۔

(علوم القرآن (اُردو) صا۳۸)

غالباً وہ چاہتے ہیں کہ جب یہودی اپنی شریعت کی منسوخی پر ناراض ہیں تو مسلمانوں کو خود ہی کتاب اللہ کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دینا چاہیئے!!

ع این چہ بوالعجبی است؟

دوم:- احمدیت نے اِس نظریہ کو پیش کر کے دُنیائے تفسیر میں انقلابِ عظیم برپا کر دیا ہے کہ قرآنِ مجید خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے جس میں ایک خارق عادت اور محکم ترتیب کا حیرت انگیز نظام پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اگر تمام قرآن اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤ تو بجز چند مقامات کے جو بطور شاذ و نادر کے ہیں باقی تمام

قرآنی مقامات کو ظاہری ترتیب کی ایک زرّیں زنجیر پاؤگے۔ ... قرآنِ کریم ظاہری ترتیب کا اشد التزام رکھتا ہے اور ایک بڑا حصّہ قرآنی فصاحت اِسی سے متعلق ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

"قرآنِ شریف کی ظاہری ترتیب پر جو شخص دلی یقین رکھتا ہے اس پر صدہا معارف کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور صدہا باریک در باریک نکات تک پہنچنے کے لئے یہ ترتیب اس کو راہنما ہو جاتی ہے اور قرآن دانی کی ایک کنجی اس کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ گویا ترتیب ظاہری کے نشانوں سے قرآن خود اسے بتاتا جاتا ہے کہ دیکھو میرے اندر یہ خزانے ہیں لیکن جو شخص قرآن کی ظاہری ترتیب سے منکر ہے وہ بلاشبہ قرآن کے باطنی معارف سے بھی بے نصیب ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۴ حاشیہ)

اِس عارفانہ نظریہ کے برعکس جناب سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بانیٔ جماعت اسلامی نے اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" کے

دیباچہ میں اپنا یہ نقطۂ خیال پیش فرمایا ہے کہ :-

"اس (قرآن۔ ناقل) میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے اور نہ کتابی اسلوب۔"

(تفہیم القرآن جلد ا صا۲ طبع دوم)

سوم :- بعض قدیم بزرگوں نے سُنّتِ رسولؐ کو قرآن پر قاضی ٹھہرایا ہے۔ ("کتاب المیزان" الجزء الاوّل ص۳ از السیّد عبد الوھاب شُعرانی مطبوعہ ۱۳۵۴ھ)

اور زمانۂ حال کے بعض فاضل علماء کا عقیدہ ہے کہ :-

"حدیث صحیح اپنے منصب و خدمتِ تشریح و تفسیر میں قرآن سے مقدّم ہے۔"

(اشاعۃ السُّنّہ جلد ۱۳ نمبر ۱۱ ص۲۹۶ حاشیہ)

مگر احمدی علمِ کلام میں قرآن مجید کو سُنّت و حدیث سے مقدّم اور ہدایت کا اوّلین اور بنیادی ماخذ اور سند تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تعلیم ہے کہ :-

"تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ

تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔
افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدّم رکھتے
ہیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

چہارم :۔ احمدیت کا ایمان بالقرآن کے سلسلہ میں چوتھا اہم
نظریّہ یہ ہے کہ جنّت اور وصالِ الٰہی کے لئے قرآن شریف کی اتّباع
ضروری ہے جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیّہ نے اپنے شہرۂ آفاق
لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں فرماتے ہیں :۔

"میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس
کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ
بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔"
(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۲)

"یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں
کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے
بول سکیں اسی طرح یہ بھی نہیں کہ بغیر قرآن کے اُس
پیارے محبوب کا مُنہ دیکھ سکیں۔"
(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

نیز فرمایا :۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۴ طبع اوّل)

اب ذرا دنیائے احمدیت سے باہر قدم رکھئے تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید کی تعلیم کو متروک و مہجور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میری مراد اُن جعلی اور خود تراشیدہ وظائف اور اذکار سے ہے جو خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل کے نام پر اختراع کئے گئے ہیں اور جن کے پڑھنے پر جنّت کے بڑے سے بڑے مدارج کی ضمانت دی گئی ہے۔

دُعائے ماثورہ کا ثواب

مثلاً دعائے ماثورہ (المعروف بہ گنجینۂ رحمت) کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ:-

"اگر کسی شخص نے تمام عمر میں سجدہ نہ کیا ہو اور اس دعا کو پڑھے تو ثواب اُس کو اسّی ہزار شہیدوں اور

صدیقوں کا، لوح قلم کا اور عرش اور کرسی کا اور سات
زمین اور سات آسمان کا اور آٹھ جنّتوں کا دیتا ہے
اور جو کوئی تمام عمر میں ایک ہی مرتبہ پڑھے، نظر سے
دیکھے یا سُنے تو ثواب حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور
موسیٰ اور نوح نبی اللہ اور عیسیٰ رُوح اللہ اور یعقوب
علیہ السلام اور مہتر جبرائیل اور مہتر میکائیل اور مہتر
عزرائیل کا دیتا ہے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
اور اس کے ماں باپ کو بخشوں گا اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جس گھر میں یہ دعا ہووے نو ہزار گھر تک برکت ہووے
اور آگ سے امن میں رہے گا اور اس کے پڑھنے والے
کے واسطے جنّت میں محل تیار ہوتے ہیں ایسے محل کہ اسّی
ہزار ندیاں اور ہر ندی میں اسّی ہزار درخت اور ہر
درخت پر اسّی ہزار ڈالیاں میوہ دار کہ اُن کے گننے کا شمار
اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔"

(دعائے ماثورہ المعروف گنجینۂ رحمت صہ۳)

دعائے جمیلہ کا ثواب

دعائے جمیلہ کا ثواب یہ لکھا ہے :-

"جو کوئی فجر کی نماز کے بعد اس دعا کو پڑھے تین سو حج کا ثواب پائے برابر حضرت آدم علیہ السلام کے اور جو کوئی نماز ظہر کے بعد اس کو پڑھے پانچ سو حج کا ثواب پائے برابر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، اور جو کوئی عصر کی نماز کے بعد اس کو پڑھے سو حج کا ثواب پاوے برابر حضرت یونس علیہ السلام کے، اور جو کوئی عشاء کی نماز کے بعد اس کو پڑھے ہزار حج کا ثواب پاوے۔ برابر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے، اور جو کوئی اس کو تہجد کی نماز کے بعد پڑھے لاکھ حج کا ثواب پائے برابر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اگر کوئی شک کرے نفع نہ پائے۔

روایت ہے

کہ ایک دن حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مدینہ منورہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ! حق تعالے سلام فرماتا ہے اور یہ دعائے جمیلہ آپ کی اُمّت کے لئے بھیجی ہے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ "اس کا

ثواب کتنا ہے؟" جبرائیل نے کہا کہ جو اس کو پڑھے
یا اپنے پاس رکھے اگرچہ اس کے گناہ مانند کفِ دریا
یا مثلِ ریت جنگل یا موافق درختوں کے پتّوں کے
ہوں حق تعالیٰ بخش دے گا۔ . . . اگر ساری عمر میں
ایک دفعہ پڑھے یا اپنے پاس رکھے قیامت کے دن
آسانی سے پُل صراط سے گزر کر جنّت میں داخل ہوگا۔"
(دُعائے جمیلہ ص۳۔۴)

دُرودِ مقدّس کا ثواب

پھر "درود مقدس" کی بابت لکھا ہے کہ جو کوئی اس کو اپنی
تمام عمر میں ایک بار پڑھے گا تو اُس کو اُس شخص کا ثواب ہوگا جس
نے دس لاکھ دینار راہِ خدا میں دیئے ہوں اور دس لاکھ اُونٹ
قربانی کیئے ہوں اور دس لاکھ مرتبہ زیارتِ کعبۃ اللہ شریف کی ہو
اور دس لاکھ مرتبہ شب قدر پائی ہو۔ دس لاکھ مرتبہ مدینہ منوّرہ کی
مسجد بنائی ہو۔ نیز لکھا ہے :-

"جو شخص اس درودِ مقدّس کو پڑھے تو تیس پارہ
کلام اللہ کامل شریف کا ثواب پائے۔" (درود مقدّس ص۳۔۴)

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا
هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (الفرقان : ۳۸)

۵ مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

پنجم :- یورپ کے متعصّب مستشرقین جن میں سر ولیم میور، کارلائل ڈوزی، جارج سیل، ڈاکٹر اے سپرنگر پیش پیش ہیں۔ قرآن اور اسلام پر جبر و تشدّد کے پرچار کا ظالمانہ الزام لگاتے ہیں جو اگرچہ محض شرارت ہے اور جہاد کی مقدّس قرآنی اصطلاح سے جہالت کی پیداوار ہے۔ مگر میں نہایت درد بھرے دل کے ساتھ یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ مستشرقین کی اِس گمراہی اور فتنہ سامانی کا اصل ماخذ اور سرچشمہ جہاد کی وہ غلط تعبیریں ہیں جو بدقسمتی سے اسلامی لٹریچر میں راہ پا گئی ہیں۔ یہ افسوسناک حقیقت ایک مثال سے واضح ہو جائیگی۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک ہے :-

"جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
وَاَلْسِنَتِكُمْ" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۴)

یعنی مشرکوں سے اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ

جہاد کرو۔

مشکوٰۃ مجتبائی کے حاشیہ میں اس فرمانِ نبوی کی یہ شرح کی گئی ہے کہ :۔

"بِاَنْ تَخَوَّفُوْهُمْ وَتُوَعِّدُوْهُمْ بِالْقَتْلِ وَالْاَخْذِ وَالنَّهْبِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ بِاَنْ تَذُمُّوْهُمْ وَتَسُبُّوْهُمْ" الخ (مشکوٰۃ مطبع مجتبائی صـــ۳۳۲)

یعنی زبان کا جہاد یہ ہے کہ مشرکوں کو نہ صرف قتل، پکڑ دھکڑ اور لوٹ مار کی دھمکیاں دو بلکہ اُن کی مذمّت بھی کرو اور انہیں خوب گالیاں بھی دو۔ مگر حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ نے قرآنی جہاد کی ایسی دلکش اور معقول اور مدلّل ترجمانی کی ہے کہ رُوح وجد کر اُٹھتی ہے اور مخالفینِ اسلام اور عدوّانِ محمدؐ کا مُنہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"مَیں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنی دینِ اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا؟ اور جبر کے کونسے سامان تھے اور کیا وہ لوگ جو جبر سے

مسلمان کیے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دیدیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں اور اسلام کی سچائی پر خون سے مُہریں کر دیں اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اُٹھا کر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جائیں اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں اور بہت سے حصۂ آریہ ورت کو اسلام سے مشرّف کر دیں اور یورپ کی حدود تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز پہنچا دیں۔ تم ایمانا کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا

ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے ؟ نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نورِ ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے ۔" (پیغام صلح ص۴۲-۴۳)

ایمان بالرسل

ایمان کا چوتھا رُکن قرآن عظیم کے مطابق رسولوں پر ایمان ہے۔ اس اہم رُکن کے بارے میں اصولی طور پر احمدیت تین مخصوص اور منفرد نظریات کی حامل ہے :-

اوّل یہ کہ بہت سے مفسّرین، محدّثین اور متکلّمین اور دیگر علماءِ اسلام کے یہاں نبی اور رسول کی اصطلاحوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ وہ نئی شریعت لانے والے کو رسول اور پہلی شریعت کی تجدید و استحکام کرنے والے کو نبی کہتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں ہر رسول نبی تو ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ اس خطرناک نظریہ سے یہ لازم آتا ہے کہ ایمان صرف رسولوں پر لانا ضروری ہے۔ نیز یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خاتم الرسل کی بجائے خاتم النبیین کہا گیا

ہے اِس لئے قرآنی شریعت منسوخ ہوسکتی ہے اور معاذ اللہ ایک رسول نئی شریعت لے کر آسکتا ہے۔ یہی وہ خوفناک نقطۂ خیال ہے جس نے بابیوں اور بہائیوں کے لئے مسلمانانِ عالَم میں ایک نئی شریعت پر ایمان لانے اور ارتداد اختیار کرنے کی راہیں کھول دی ہیں۔ ("خاتمیت" ص۴۱-۴۸ تالیف جعفر سُبحانی تہران سلطانی)

لیکن احمدیت کے نزدیک نبی اور رسول ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ ماموروں کو خدا ہی بھیجتا ہے اس لئے وہ رسول کہلاتے ہیں اور چونکہ وہ بندوں کو خدا کی باتیں سُناتے ہیں اسلئے ان کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔ (الفضل ۹ جون ۱۹۴۴ء ص۲-۳)

قرآن کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سورۃ مریم ع۳ میں بیک وقت رَسُولًا نَّبِیًّا کہہ کر اس نظریہ پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔

احمدیّت کا دوسرا مخصوص نظریّہ یہ ہے کہ نبیوں کے معجزات و کرامات حق اور خدا کی زندہ ہستی کا ثبوت ہوتے ہیں مگر عہدِ حاضر کے بعض عمائدینِ اسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"تمام جاہل و وحشی ناتربیت یافتہ ملک و قوم میں معجزے و کرامات کے خیال ہوتے ہیں مگر جب علم کی روشنی سے ملک و قوم روشن ہو جاتی ہیں تو یہ سب باتیں مٹتی جاتی ہیں۔ . . . یہ اعتقاد مسلمانوں کی تہذیب کا بہت بڑا اور قومی مانع ہے اور نیز ٹھیٹھ مذہبِ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ خود مذہبِ اسلام اِس امر کا جس کو لوگ معجزہ و کرامت کہتے ہیں سخت مخالف ہے . . . . پس جب تک مسلمانوں میں سے معجزے اور کرامت کا اعتقاد نہیں جاتا ان کا کامل طور پر مہذّب ہونا محالات سے ہے۔" (مقالات سرسیّد حصّہ اوّل صہ ۱۲۷)

احمدیت نے ایک مخصوص نظریہ ایمان بالرسل کے تعلق میں یہ پیش کیا ہے کہ سب نبی پاک، معصوم اور مقدّس ہیں ان کی طرف کوئی گناہ منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ہر رسولے آفتابِ صدق بود

ہر رسولے بود مہرِ انورے

ترجمہ :- ہر رسول سچّائی کا سورج تھا۔ ہر رسول نہایت روشن

آفتاب تھا۔

؎ ہر رسولے بود ظلّے دیں پناہ
ہر رسولے بود باغے مثمرے

ترجمہ:۔ ہر رسول دین کو پناہ دینے والا سایہ تھا اور ہر رسول ایک پھلدار باغ تھا۔

؎ گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

ترجمہ:۔ اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی تو دین کا کام بالکل ابتر رہ جاتا۔

؎ اُمّتِ ہرگز نبودہ در جہاں
کاندرو آں نامد بوقتے منذرے

ترجمہ:۔ ایسی کوئی اُمّت دنیا میں نہیں ہوئی جس میں کسی وقت ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

؎ ہر کہ را علمے ز توحیدِ حق است
ہست اصلِ علمش از پیغمبرے

ترجمہ:۔ جس کسی کو توحیدِ حق کا کچھ علم ہے اس کے علم کی اصل کسی پیغمبر سے ہے۔

عصمتِ انبیاءؑ کے خلاف دلخراش افسانے

اِس نظریۂ عصمت کی ضرورت واہمیت کا اندازہ ان توہین آمیز اور دلخراش قصّوں اور افسانوں سے لگ سکتا ہے جو ظہورِ احمدیت سے پیشتر اسلامی کتب میں شامل کر دیئے گئے تھے اور جن کی زد سے نبیوں کے مقدّس اور مبارک گروہ کا کوئی فرد بھی محفوظ نہیں رہا تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر جلالین مصری صفحہ ۱۴۷)۔ جامع البیان جلد ۷ صفحہ ۳۔ جلد ۲۲، ۲۳ صفحہ ۷-۷۱۔ تفسیر مراح لبید جلد ا صفحہ ۶۶۳، جلد ۲ صفحہ ۷-۸-۲۲، جلد ۵ صفحہ ۴۳-۴۴-۴۴۔ تفسیر جلالین مع کمالین صفحہ ۱۷۰۔ تفسیر فتح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۵۔ جامع البیان جلد ۷ صفحہ ۱۰۶۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۰۳)

احمدیت کے ذریعہ عصمتِ انبیاء کا قیام

حق یہ ہے کہ احمدیت ہی بیسویں صدی کی وہ عالمگیر اسلامی اور اصلاحی تحریک ہے جس نے ان سب بیہودہ افسانوں اور کہانیوں کو بے بنیاد اور خلافِ واقعہ ثابت کیا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی عزّت و حرمت پھر سے دنیا میں قائم کر دی۔ حضرت مصلح موعود

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ کے تمام نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ وہ سچائی کا زندہ نمونہ اور وفا کی جیتی جاگتی تصویر ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اور اپنی صفائی اور خوبصورتی سے خدا تعالیٰ کی سبّوحیت اور قدّوسیّت اور اس کے بے عیب ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ ایک آئینہ ہوتے ہیں کہ جس میں بدکار بعض دفعہ اپنی شکل دیکھ کر اپنی بدصورتی اور زشت رُوئی کو اُن کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ نہ آدمؑ شریعت کا توڑنے والا تھا نہ نوحؑ گنہگار تھا۔ نہ ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ بولا نہ یعقوبؑ نے دھوکہ دیا۔ نہ یوسفؑ نے بدی کا ارادہ کیا یا چوری کی یا فریب کیا۔ نہ موسیٰؑ نے ناحق کوئی خون کیا نہ داؤدؑ نے کسی کی بیوی ناحق چھینی۔ نہ سلیمانؑ نے کسی مشرکہ کی محبّت میں اپنے فرائض کو بھلایا یا گھوڑوں کی محبّت میں نماز سے غفلت کی۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کیا۔ آپؐ کی ذات تمام عیوب سے

پاک تھی اور تمام گناہوں سے محفوظ و معصوم۔ جو آپؑ کی عیب شماری کرتا ہے وہ خود اپنے گند کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ سب افسانے جو آپؑ کی نسبت مشہور ہیں بعض منافقوں کی روایات ہیں جو تاریخی طور پر ثابت نہیں ہو سکتے۔ آپؑ کی باقی زندگی ان روایات کے بالکل برخلاف ہے اور جس قدر اس قسم کی باتیں آپؑ کی نسبت یا دوسرے انبیاء کی نسبت مشہور ہیں وہ یا تو منافقوں کے جھوٹے اتہامات کی بقیہ یادگاریں ہیں یا کلامِ الٰہی کے غلط اور خلافِ مراد معنے کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔" (دعوۃ الامیر صفحہ ۱۴۸-۱۴۹)

حضرت سلیمانؑ اور ملکہ بلقیس کا اصل واقعہ

احمدی نقطۂ نگاہ سے اصل حقائق کیا ہیں؟ اس کی وضاحت کے لئے بطور نمونہ حضرت سلیمانؑ اور ملکہ بلقیس کا واقعہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں ایک ملکہ کا قصہ لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اس کا نام بلقیس تھا اور اپنے مُلک کی

بادشاہ تھی۔ اور ایسا ہؤا کہ اس وقت کے نبی نے
اس کو دھمکی دے بھیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا
چاہیئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کرے گا
اور پھر تیری خیر نہیں ہوگی۔ پس وہ ڈر گئی اور اُس نبی
کے پاس حاضر ہونے کے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی
اور قبل اس کے کہ وہ حاضر ہو اُس کو متنبّہ کرنے کے لئے
ایک ایسا محل تیار کیا گیا جس پر نہایت مصفّا شیشہ کا
فرش تھا اور اس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع
خندق طیار کی گئی تھی جس میں پانی بہتا تھا اور پانی میں
مچھلیاں چلتی تھیں۔ جب وہ ملکہ اُس جگہ پہنچی تو اُس
کو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا۔ تب اُس نے نزدیک
جا کر دیکھا کہ پانی زور سے بہہ رہا ہے اور اس میں مچھلیاں
ہیں۔ اِس نظّارہ سے اُس پر یہ اثر ہؤا کہ اُس نے اپنی
پنڈلیوں پر سے کپڑا اُٹھا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی میں تر
ہو جائیں۔ تب اُس نبی نے اس ملکہ کو جس کا نام بلقیس
تھا آواز دی کہ اے بلقیس تُو کس غلطی میں گرفتار ہو گئی
یہ تو پانی نہیں ہے جس سے ڈر کر تُو نے پاجامہ اُوپر اُٹھا لیا

یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اس کے نیچے ہے۔ اِس مقام میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ یعنی اُس نبی نے کہا کہ اے بلقیس تو کیوں دھوکا کھاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں جو اُوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہیں اور پانی جو زور سے بہہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہیں تب وہ سمجھ گئی کہ میری مذہبی غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور میں نے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی جو سورج کی پُوجا کرتی تھی۔ تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اُس کی آنکھیں کُھل گئیں اور اُس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقتِ عظمیٰ جس کی پرستش کرنی چاہیئے وہ تو اَور ہے اور میں دھوکے میں رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹھہرایا۔ اور اس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچھ کام کر رہے ہیں یہ دراصل اُن کے کام نہیں۔ یہ تو بطور شیشوں کے ہیں بلکہ اُن کے نیچے ایک مخفی طاقت ہے جو خدا ہے۔" (نسیمِ دعوت طبع اوّل صـ۴۷-۴۸)

احمدیت میں عشقِ محمدؐ اور غیرتِ محمدؐ کے چشمے

معزز سامعین! ایمان بالرسل کے دائرہ میں مرکزی شخصیت، مقدسوں کے قافلہ سالار، پاکوں کے سردار، قدوسیوں کے سرتاج، سیّد المطہرین، فخر الاولین والآخرین، محبوبِ حضرتِ احدیت سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر انبیاء ورسل کی عزت وحرمت احمدیت کے ایمان کا جزو ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کُل انبیاء پر اس کے ایمان کا جزوِ اعظم اور اس کے رگ وریشہ میں ملی ہوئی بات ہے اور اس کے اندر عشقِ محمدؐ اور غیرتِ محمدؐ کے بے شمار چشمے اُبل رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے تئیں سیّد الرسلؐ کے چاکر، احقر الخادمین اور احقر الغلمان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون ومددگار میری آنکھوں کے

سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے
ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں ... اور میری
آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام
مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور تمام خوشیوں
اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری
باتوں کے مقابل پر میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری
ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک
حملے کئے جائیں۔" (ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اسلام صہ۱۵)

حضرت مہدی موعود ؑ کے لختِ جگر، خلیفہ ثانی سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے عاشقانہ وعارفانہ تعلقِ محبّت کا اظہار ان رُوح پرور الفاظ میں کیا ہے :-

" وہ میری جان ہے، میرا دل ہے، میری مراد
ہے، میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میری عزّت

کا باعث ہے اور اُس کی کفش برداری مجھے تختِ شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہتِ ہفت اقلیم ہیچ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اُس سے پیار نہ کروں؟ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اُس سے کیوں محبت نہ کروں؟ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے، پھر میں کیوں اُس کا قرب نہ تلاش کروں؟ میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبّت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ بابِ نبوّت کے بکلّی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔" (حقیقۃ النبوّت صـ۱۸۶)

اس آخری فقرہ کی وضاحت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "حقیقۃ الوحی" سے ہوتی ہے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں:-

"میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی

جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ . . . وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے **کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اُس کو دی گئی ہے**۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۱۵۔ ص۱۱۶ طبع اوّل)

بعثتِ مہدیٔ موعود کا حقیقی مُدّعا

حضرت اقدسؑ کے ملفوظات میں ہے کہ :-

"ہمارا مدّعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت قائم کی جائے جو ابدالآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوّتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔" (ملفوظات جلد ۳ ص۹۱-۹۲)

نیز لکھتے ہیں :۔

"ہمارا اصل منشاء اور مدّعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپؐ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے۔" (ایضاً جلد ۳ صـ ۲۶۹)

نیز فرماتے ہیں ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

یعنی معارف کا یہ دائمی چشمہ جو مَیں مخلوقِ خدا کو دیتا ہوں وہ میرے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات و برکات کے غیر محدود سمندر کا محض ایک قطرہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چاکری، غلامی اور کفش برداری کے طفیل مجھے حاصل ہوا ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے مقابلہ میں میری کچھ بھی حیثیت نہیں۔

؎ اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

الگ نام رکھنے اور جماعت بنانے کی وجہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مہدی موعودؑ نے اپنے عالمگیر روحانی سلسلہ کے لئے ”مسلمان فرقہ احمدیہ“ یا ”احمدی مذہب کے مسلمان“ (اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ) کا الگ نام کیوں تجویز فرمایا؟

اس نہایت اہم سوال کے دو جواب ہیں :۔

پہلا جواب یہ ہے کہ یہ نام صداقتِ اسلام کا زندہ اور دائمی نشان ہے اور پاک نوشتوں کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کے مسلّمہ امام اہلسنّت اور شارح مشکوٰۃ شریف حضرت امام علی القاریؒ (متوفّی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۶ء) تہتّر فرقوں والی مشہور عالم حدیثِ نبویؐ کی شرح میں خبر دی کہ :۔

”وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ الْبَيْضَاءِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ النَّقِيَّةِ الْاَحْمَدِيَّةِ“

اور ناجی فرقہ اہلسنّت کا وہ فرقہ ہے جو مقدّس طریقہ احمدیہ پر گامزن ہوگا۔

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی القاریؒ کے ہمعصر تھے۔ آپ پر اس سلسلہ میں مزید انکشاف ہوا اور آپ نے الہامِ الٰہی سے خبر پاکر اپنی کتاب "مبدء و معاد" میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی :۔

"وَاَقُوْلُ قَوْلًا عَجَبًا لَمْ يَسْمَعْهُ اَحَدٌ
وَمَا اَخْبَرَ بِهٖ مُخْبِرٌ بِاَعْلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
وَاِلْهَامِهٖ تَعَالٰى اِيَّایَ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ
آنکہ بعد از ہزار و چند سال از زمانِ رحلت آں سرورِ و آلہ الصلوات و التحیات زمانے می آید کہ حقیقتِ محمدی از مقامِ خود عروج فرماید و بمقامِ حقیقتِ کعبہ متحد گردد۔ ایں زمان حقیقتِ محمدی حقیقتِ احمدی نام یابد۔"

ترجمہ :۔ میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سُنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی جو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صرف مجھے بتائی ہے اور مجھی پر الہام فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ سرورِ کائنات علیہ و علیٰ آلہ الصلوات

والتسلیمات کی رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ جب حقیقتِ محمدیؐ اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقتِ کعبہ میں متحد ہو جائے گی۔ اُس وقت حقیقتِ محمدیؐ کا نام حقیقتِ احمدی ہو جائے گا۔" (مبدء ومعاد ص۷۹ ناشر:۔ ادارہ مجددیہ ناظم آباد ۳ کراچی ۱۸)

دوسرا جواب خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی زبانِ مبارک سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو دہلی کی ایک مجلس میں دیا۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"ہمارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے۔ . . . ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔ اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیوں کر ظاہر ہو؟ خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے۔ . . . احمدؐ کے نام میں اسلام کے بانی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال ہے اور یہ اتصال دوسرے ناموں

میں نہیں۔ احمدؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے ..... احمدی ایک امتیازی نشان ہے ..... خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں"
(اخبار بدر جلد ا نمبر ۲۳ صـ۲ــ۴)

علامہ اکبر الہ آبادی کا مشہور شعر ہے ؎

مسلماں تو وہ ہیں جو ہیں مسلماں علمِ باری میں
کروڑوں یوں تو ہیں لکھے ہوئے مردم شماری میں

عقائدِ احمدیّت کی پہچان کا فیصلہ کُن معیار

معزز سامعین! حضرت بانیٔ احمدیت کی اِن سب واضح اور بصیرت افروز تصریحات سے عقائدِ احمدیت کے شناخت کرنے اور پہچاننے کا یہ فیصلہ کن معیار ہمارے ہاتھ میں آجاتا ہے کہ ہر وہ عقیدہ جس سے محبوب حضرتِ احدیت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محمدیت کا اظہار ہو احمدیت کا عقیدہ ہے، خواہ وہ کسی اسلامی مکتبۂ فکر کی قدیم و جدید کتابوں یا بزرگوں اور محققوں کی زبان و قلم سے بیان ہو رہا ہو۔

(کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ) مگر جس عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و بے حرمتی کا ذرّہ برابر بھی احتمال یا اندیشہ ہو وہ ہرگز ہرگز احمدیت کا عقیدہ نہیں ہو سکتا اور مَیں ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے، زمین اپنی رفتار ترک کر سکتی ہے، پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں مگر ایک سچّا احمدی کبھی ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا جو شانِ محمدیت کو داغدار کرنے والا ہو۔ خاتمیتِ محمدی کا محافظ آسمانوں کا خدا ہے اور احمدی زمین پر حضرت خاتم النبیّینؐ اور آنحضورؐ کی اُمّت کے ادنیٰ خادم ہیں۔ نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے اور عشقِ رسولؐ جماعتِ احمدیہ پر ختم ہے ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

جماعتِ احمدیّہ کی رُوحِ ایمانی اور غیر مُسلم دُنیا

اور تاریخِ احمدیت گواہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے اِس آسمانی اعزاز کو برقرار رکھنے کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی کو

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پیش کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ جماعت احمدیہ کی رُوحِ ایمانی اور قوّتِ استقامت کو دیکھ کر غیر مسلم طاقتیں بھی حیرت زدہ ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ مفتوں نے اخبار "ریاست" ۱۶ر مارچ ۱۹۵۳ء میں لکھا تھا کہ :-

"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں، ان کی تمام جائداد لُوٹ لی جائے صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اُس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔"

(اخبار "ریاست" دہلی ۱۶ر مارچ ۱۹۵۳ء)

؎ عاشقوں کا شوقِ قربانی تو دیکھ
خون کی اِس راہ میں ارزانی تو دیکھ

ہے اکیلا کفر سے زورہ آزما
احمدی کی رُوح ایمانی تو دیکھ
(کلام محمود)

عشقِ رسُولؐ کے منافی خیالات اور احمدیّت

اس واضح حقیقت اور معیار کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ سمجھنا چنداں مشکل نہیں کہ جماعت احمدیہ ہی کو یہ منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل ہے کہ وہ ان سب روایات کو شر انگیز، بے بنیاد اور جعلی سمجھتی ہے جن میں سیّد المطہرین، سردارِ دو عالم، فخرِ دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شیطانی الہام کا ذکر ہے۔ (جلالین مع کمالین ص۲۸۲)

یا معاذ اللہ جن میں حضرت سیّدہ زینبؓ سے تعشق اور اپنے نکاح میں لانے کے لئے "سبحان اللہ یا مقلّب القلوب" کی دعا وضع کی گئی ہے۔ (مراح لبید جلد ۲ ص۱۴۴)

ایسے ہی یہ وضعی اور جعلی کلمے مثلاً:۔

لا الٰہ اِلّا اللہ شبلی رسول اللہ
لا الٰہ اِلّا اللہ آدم صفی اللہ

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ابراھیم خلیل اللّٰہ
لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ موسیٰ کلیم اللّٰہ
لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ عیسیٰ رُوح اللّٰہ

وغیرہ اِس قسم کے کسی کلمہ کی تحریکِ احمدیت ہرگز قائل نہیں۔ (اُحمدیت کا پیغام) وہ صرف لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّدٌ رسول اللّٰہ پر ایمان رکھتی ہے جو سلسلۂ انبیاء میں تنہا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے اور قلعۂ اسلامی میں داخلے کا واحد شاہی دروازہ ہے۔

چنانچہ حدیثِ نبویؐ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہی کلمہ طیّبہ لکھا ہوا دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ خدا نے اپنے مقدس نام کے ساتھ ایسے ہی انسان کا نام ملایا ہوگا جو اس کی جناب میں یقیناً تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (دلائل بیہقی، حاکم، طبرانی بحوالہ نشر الطیب صـ ۱۳-۱۴)

آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ایک بار دعا فرمائی :-

اللّٰھمّ انّك بعثتنی بھذہ الکلمۃ و امرتنی بھا و وعدتنی علیھا الجنّۃ وانت

لاتخلف المیعاد۔"

(الترغیب والترهیب جلد۲ ص۴۵)

اے میرے اللہ! تُو نے ہی مجھے یہ مبارک کلمہ دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ تُو نے ہی اِس کے پڑھنے اور پھیلانے کا حکم دیا ہے اور تجھی نے اِس پر جنّت کا وعدہ دیا ہے۔ تُو سچّے وعدوں والا خدا ہے۔

۱۸۸۸ء میں ایک یورپین مسٹر شومان نے حضرت شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی خدمت میں لکھا کہ وہ اسلام اختیار کرنا چاہتا ہے اسے مسلمان ہونے کا طریق بتایا جائے۔ شیخ الاسلام کا جواب مسٹر آرنلڈ کی کتاب دعوتِ اسلام (THE PREACHING OF ISLAM) میں موجود ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا:۔

"اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ خدا کو ایک ماننے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے یعنی دل سے اِس پر ایمان رکھے اور الفاظ میں اِس کا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّدٌ رسُول اللّٰہ کے الفاظ ہیں۔ جو شخص اِس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ

مسلمان ہو جاتا ہے بغیر اس کے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے"!
(ترجمہ صفحہ ۳۵ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

شیخ الکل جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص حالتِ نزع میں کلمۂ شہادت کا مضمون ہی انگریزی میں ادا کر دے اور پھر فوت ہو جائے تو وہ بلاشبہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل صفحہ ناشر:۔ اہلحدیث اکاڈمی کشمیری بازار لاہور)

مقامِ محمدؐ عربیؐ سے بے خبری

آہ! چشمِ فلک کو اس تاریک دور میں مقامِ محمد عربیؐ سے بے خبری کے بھی کیسے کیسے لرزہ خیز نظارے دیکھنے پڑے ہیں۔

چند سال ہوئے برصغیر میں ایک رسالہ "دعائے ماثورہ گنجینۂ رحمت" چھپا جس میں یہ انتہائی شرمناک جعلی روایت درج تھی کہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ابلیس کو سکھائی اور پھر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اگر آپ جنّت میں جانا چاہیں تو یہ دعائے مبارک

انہیں سے پڑھ لیں۔ (دعائے ماثورہ گنجینۂ رحمت صفحہ ۶ ناشران: شیخ غلام حسن اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور)

اسی طرز کی اخلاق سوز روایات ہی تھیں جن کو پڑھ کر بیسویں صدی کے آغاز میں پٹیالہ کے ایک شخص نے یہ عقیدہ وضع کر لیا تھا کہ نجاتِ اُخروی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ کو علم ہوا تو آپؑ نے اسے فی الفور جماعتِ احمدیہ سے خارج کر دیا اور ارشاد فرمایا:۔

"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا ..... اور اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا۔ وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے۔ اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اس نبیؐ کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ

مسیحؑ کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں
تک کہ اُن کو خدا بنا دیا اسی طرح اس مقدّس نبی کا
لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت
کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک
اس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے
توحید کا تخم ایسے طور پر بویا کہ جو آج تک ضائع نہیں
ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب
تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک
سمندر کی طرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک
نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت
دکھلاتا رہا ہے اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے
ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ
میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے
خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں
سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود
کرکے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوّت کے لئے تمام دنیا
میں گواہی دوں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۲۶ تا ۵۲۷)

۵ مصطفٰے ؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خُدایا ہم نے

حضرت بانیٔ احمدیّت بے مثال عاشقِ رسُول ؐ کی حیثیت سے

برّصغیرِ پاک و ہند کے صاحبِ طرز ادیب جناب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کا ایک چشم دید واقعہ "عالمی ڈائجسٹ" کراچی کے شمارہ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں چھپ چکا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ دہلی میں مقیم تھے۔ ایک دن مَیں مرزا غلام احمد صاحب کے یہاں جانے لگا تو میرے ایک فقیر منش چچا مرزا عنایت بیگ صاحب نے مجھ سے کہا کہ جن سے تم ملنے جا رہے ہو اُن کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد فرحت اللہ بیگ لکھتے ہیں کہ :-

"جب مرزا صاحب کے پاس گیا تو بڑے غور سے اُن کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ مَیں نے دیکھا کہ اُن کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوتا ہے۔ ...
وہاں سے واپس آنے کے بعد مَیں نے چچا صاحب قبلہ سے [illegible] بیان کیے۔" فرحت [illegible] لکھو اس

شخص کو بُرا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔ مَیں نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا؟ فرمایا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے اُس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر اُن میں دَوڑ گئی ہے۔ مَیں نے اُس وقت تو اُن سے اِس کی وجہ نہیں پُوچھی مگر بعد میں معلوم ہُوا کہ سب فقیر اور اہل طریقت اِس پر متفق ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سبز ہے اسی کا عکس آپ کے زیادہ خیال کرنے سے آنکھوں میں جم جاتا ہے۔" (رسالہ "عالمی ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۲۱)

رَوضۂ نبویؐ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ

گنبدِ خضریٰ کے ذکر پر مجھے اِس وقت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی یہ رقّت بھری روایت یاد آگئی کہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحب (نانا جان) نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب آ... حج کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج

کو چلنا چاہیئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصوّر میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا :-

"یہ تو ٹھیک اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔"

("چار تقریریں" صفحہ ۴۰-۴۱ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

یہ تو ایک بے مثال عاشقِ رسولؐ کے قلبی جذبات و واردات ہیں لیکن آہ انگریزی عہدِ حکومت میں بعض ایسے "مفتیانِ عظام اور مفکّرین کرام" بھی پیدا ہوئے جنہوں نے یا تو گنبدِ خضریٰ کے حرام اور ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۴) یا اسے غریبوں کے خلاف سرمایہ داروں کی سازش سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا کہ :-

"سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاک حجرے کو گرایا اور اس پر پختہ عمارت تعمیر کر دی تاکہ سادگی پسند اور غریب کی اصل زندگی کی طرف مسلم عوام کا دھیان

ہی نہ جائے۔ اگر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر اصل حال میں ہوتی تو اس کی زیارت سے سرمایہ داروں کے خلاف مسلمانوں کی نفرت قائم رہتی اور اس طرح نظامِ سرمایہ داری کے چکنا چُور ہو جانے کا اندیشہ تھا۔" ("تاریخ احرار" از چوہدری افضل حق صاحب طبع دوم صفحہ ۸۲۔۸۳)

سرمستی سے خالی ہے دل عشق سے عاری ہے
بیکار گئے اُن کے سب ساغر و پیمانے

حضرت امیر خسروؒ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

اُمّت میں بے شمار عُشّاقِ رسُولؐ گزرے ہیں جن میں حضرت امیر خسروؒ کا مقام بہت بُلند ہے۔ آپ فرماتے ہیں

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(تذکرہ شعرائے پنجاب فارسی)

مگر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و جلال کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں :-

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہِ ذقن (یعنی ٹھوڑی) میں لاکھوں یوسفؑ دیکھتا ہوں۔ اور حضورؐ کے دم سے سو ہزار یا کروڑ نہیں بے شمار مسیح پیدا ہو چکے ہیں ؎

خاکپائے مصطفیٰ بہتر ہے ہر اکسیر سے
سینکڑوں عیسیٰ بنے اس خاک کی تاثیر سے
عیسیٰ کے معجزوں نے مُردے جِلا دیئے
محمدؐ کے معجزوں نے عیسےٰ بنا دیئے

خاتم الانبیاء مجمع الانوار ہیں

برِّصغیر پاک و ہند میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور یا بشر ہونے کا مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہؑ نے براہین احمدیہ حصّہ سوم میں سورۂ نور کی آیت اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی جو لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے اس سے ہر نکتہ شناس عالم، محقّق اور عارف کے لئے علم و معرفت کے بہت سے گوشے بے نقاب ہو کر سامنے

آجاتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے خدائے ذوالعجائب کے مظہرِ اتم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بے اختیار درُود جاری ہو جاتا ہے۔ اِس مبسوط اور پُر معارف مضمون کا خلاصہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے مبارک الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نُور جمع تھے۔ سو اُن نوروں پر ایک اور نورِ آسمانی جو وحیٔ الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجودِ باجود خاتم الانبیاءؐ کا مجمع الانوار بن گیا۔"

(براہین احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ حاشیہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

معراجِ محمدیّت کا ایمان افروز تصوّر احمدیّت میں

المختصر!! جس طرح بلاشبہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی برہانِ محمدؐ ہیں اسی طرح احمدیّت کی بُرہان بھی احمدیّت ہی ہے۔ اب آخر میں اِس کی ایک اُور لطیف مثال دے کر اِس مضمون کو

ختم کرتا ہوں۔

سورۃ نجم کی آیت ... فتدلّٰی (نجم: ۹) میں بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہورِ عالم سفرِ معراج کا ذکر ہے جو دعوٰئ نبوّت کے پانچویں سال میں ہوا ہے

فرش سے جا کر لیا دم عرش پر
مصطفٰےؐ کی سیرِ روحانی تو دیکھ

جناب سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی "تفہیم القرآن" میں "دنیٰ فتدلّٰی" کی کیفیتِ معراج اِن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"پھر قریب آیا پھر اُوپر معلّق ہو گیا۔"

لیکن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات "فوائد الفواد" میں ہے کہ:۔

"آپ نے ایک بار فرمایا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے مَیں نہیں جانتا کہ آیا شبِ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ کے پاس لے جایا گیا یا یہ سب چیزیں وہاں پہنچا دی گئیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز

تھے۔ یہ بتانے کے بعد حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ سب چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئیں تو اس سے حضورؐ کا مرتبہ بلند تر ہو جاتا ہے۔ یہی مذہب حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔"

حضرت سرمدؒ (جو اسی عقیدہ کی بناء پر جامع مسجد دہلی کے سامنے شہید کئے گئے) پوری عمر پرچم حسین لہراتے اور پوری شان سے یہ فرماتے رہے کہ ع

سرمد گوید فلک بہ احمدؐ در شد

(رد کوثر صفحہ ۳۹۔ صفحہ ۳۹۱)

یعنی علماءِ ظواہر تو یہ کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے مگر سرمد کہتا ہے کہ خود آسمان حضورؐ کی خدمت میں حاضر کئے گئے۔

لیکن تحریکِ احمدیت کا تصورِ معراج اس سے بھی بہت بلند، بہت اعلیٰ اور بہت ارفع ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ آیت دَنٰی فَتَدَلّٰی کے تفسیری ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بندوں کے اِس اضطراب کو دیکھ کر اور اُن پر رحم
کرکے خدا سے ملنے کے لئے) اس کے قریب ہوئے
اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ملاقات کے شوق میں) اُوپر سے نیچے آگیا۔"
(تفسیر صغیر سورۃ نجم: ۹)

بالفاظِ دیگر حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت سرمدؒ
جیسے اکابر صوفیاء اور مقرّبانِ بارگاہِ الٰہی کے نزدیک تو آسمان
آنحضرتؐ کے حضور حاضر ہوئے مگر تحریکِ احمدیت کا نقطۂ نگاہ
یہ ہے کہ آسمان اور جنّت اور عرش اور قلم ہی نہیں بلکہ عرش
کا خدا بھی اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی
اور استقبال کے لئے نیچے اُتر آیا اور قلبِ محمدؐ پر اس نے اپنے
جمال و جلال کے تخت قائم کر لئے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ
اِسی نکتۂ معرفت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشِ عظیم

خواہ کوئی مجھے ملحد اور گمراہ ہی کہہ دے مگر میں تو

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل سے بڑھ کر اور کوئی عرش عظیم نہیں دیکھتا۔

حقیقی اسلام کی تصویر بن جانے کا حکم

میرے قابلِ صد احترام بزرگو! احمدیت اس عدیم المثال تصوّرِ معراج کو پیش کرکے اپنے فرزندوں کو یہ حکم دیتی ہے کہ وہ صاحب المعراج خاتم المومنین، خاتم العارفین، خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو دل میں جگہ دیں اور حضور کے لائے ہوئے اصل اور حقیقی اسلام کی چلتی پھرتی تصویر بن جائیں۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کا ارشادِ مبارک ہے :-

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثرِ سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۸۳۵)

اور حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا :-

"تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی تمہیں آکر کہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تم ہماری صرف ایک بات مان لو جو اسلام کے خلاف ہے تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہہ دو کہ تُف ہے تمہاری اس حرکت پر، مَیں تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں پر جُوتی بھی نہیں مارتا۔"

(الفضل ۳۰ جون ۱۹۴۲ء صفحہ ۶)

مستقبل کی نسبت عظیم الشّان پیشگوئی

یہ ہے احمدیت کی امتیازی شان اور یہ ہے وہ حقیقی اسلام جس کے ذریعہ انشاءاللہ توحیدِ اتم کا قیام ہوگا۔ خانہ کعبہ اقوامِ عالم کا مرکز بنے گا۔ قرآن کو پوری دنیا کا آئین تسلیم کیا جائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر روحانی بادشاہت ہمیشہ کے لئے قائم ہوجائے گی۔

چنانچہ حضرت مہدی موعودؑ نے قریبًا پون صدی قبل یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ :-

" دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیّت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل ص۹۶)

پھر پندرھویں اور سولھویں صدی ہجری کی دنیائے احمدیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا :-

" اگر کوئی مر کر واپس آسکتا تو وہ دو تین

صدیوں کے بعد دیکھ لینا کہ ساری دنیا احمدی قوم سے اُسی طرح پُر ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے۔"

(روایت مرزا یعقوب بیگ صاحب منقولہ از تشحیذ الاذہان جنوری ۱۹۱۳ء صـ۳۹) ۔

؎ خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہوگی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہوگی

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین ؛